اکائی 2

معنی، نوعیت اور وسعت

فہرست مضامین

2.0 مقاصد

2.1 تمہید

2.2 تاریخ کی تعریف اور اُس کا دائرہ کار

2.3 تاریخ کی نوعیت

2.4 تاریخی حقائق

2.5 تاریخ کی عہدواری تقسیم

2.6 تاریخ میں قدر و قیمت کا تعین

2.7 تاریخ کی تشریح

2.8 تاریخ کی وسعت

2.9 نتیجہ/ اختتامیہ

2.10 نمونہ کے سوالات

2.11 حوالہ جاتی کتب

2.0 مقاصد

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ یہ سمجھنے کے قابل ہوں گے:

☆ تاریخ کے تعریف اور اُس کا مفہوم کے بارے میں جان سکیں گے۔

☆ تاریخ کی نوعیت کے بارے میں جان سکیں گے۔

☆ تاریخ کی وسعت کے بارے میں جان سکیں گے۔

2.1 تمہید

تاریخ جو بنی نوع انسان کی زندگی کے واقعات کا ایک منفرد ریکارڈ ہے، نہ صرف اُن واقعات کا جو واقع ہو چکے ہیں، نہ صرف محفوظ اور ادراک ہے بلکہ اُس کا تکملہ ہے جو زمانہ حال میں واقع ہو رہا ہے۔ اس مفہوم میں تاریخ متحرک فلسفہ ہے۔ تاریخ وہ آلہ ہے جو بنی نوع انسان کی ترقی کا ریکارڈ رکھتی ہے۔ تاریخ کی نوعیت نہایت پیچیدہ ہے اور اس کی وسعت بہت زیادہ ہے یہ انسانی سرگرمی کا تقریباً احاطہ کرتی ہے۔

2.2 تاریخ کی تعریف اور اُس کا دائرہ کار

تاریخ کا مفہوم 'تحقیق' جستجو اور حصول معلومات کے لیے کوشش ہے۔ ارسطو (Aristotle) نے تاریخ کو ''غیر متبدل ماضی'' کا نام دیا، اس کا مفہوم یہ ہے کہ فطرت انسانی غیر مبدّل ہے، ساری انسانی مشغولیات تبدیل نہیں ہوتیں، ساری سرگرمیاں اور ارادے صرف اس حد تک مختلف ہیں کہ اُن کی تفصیلات میں درجوں کا فرق ہے، اساسی نوعیت وہی ہے۔

فرانسیس بیکن (Francis Bacon) نے تاریخ کی تعریف یوں بیان کی ہے کہ یہ انسانوں کو عقل مند بناتی ہے اور یہ صلاحیت پیدا کرتی ہے کہ وہ صحیح اور غلط میں امتیاز کر سکیں۔

روسو (Rousseau) نے تاریخ کو ایسا ہنر بتلایا جس سے ہم کئی جھوٹ باتوں میں سے ایسی جھوٹ کا انتخاب کرتے ہیں جو حقیقت سے قریب ہے۔

پروفیسر میٹ لینڈ (Prof. Maitland) کہتا ہے کہ ''جو کچھ انسانوں نے کیا، کہا اور سوچا وہ تاریخ ہے۔ یہ ایک طرز فکر ہے، سرگرمی کا عکس ہے اور اُن سب باتوں کا ایک خیالی پیکر ہے جو ماضی میں واقع ہو چکا ہے۔ یہی تاریخ کا اہم کام بن جاتا ہے۔

ایڈمنڈ برک (Edmund Burke) کا خیال ہے کہ تاریخ، دانش مندی کی اتالیق (Preceptor) ہے، اصول کی نہیں۔

کارلائل (Carlyle) کا کہنا ہے کہ تاریخ، عظیم ہستیوں کی سوانح عمری ہے اور انسانی کامیابیوں کی محفوظ

یادداشت ہے، خاص طور پر بڑے آدمیوں کی ۔اُس کے مطابق، تاریخ کو عام آدمیوں سے سروکار نہیں ہے بلکہ اُسے غیر معمولی صلاحیتوں کے افراد کی ضرورت ہے۔

سین بوس(Seignbos) کہتے ہیں کہ تاریخ، لازمی طور پر استدلال کا علم ہے۔ چونکہ تاریخ کا سارا علم، راست نہیں بلکہ بالواسطہ ہے، یہ تاریخ کے ماہر کا کام ہے کہ وہ حقائق کو کسی عقلی اور سائنسی اصولوں کی بنیاد پر منتخب کرے اور اُن کا جائزہ لے۔

آکسفرڈ انگلش ڈکشنری میں تاریخ کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے۔''تاریخ ایک تحریری بیان ہے جو تاریخی تسلسل میں اہم اور عام واقعات کا خاص طور پر جو کسی خاص ملک، عوام یا فرد سے متعلق ہوں، ایک مسلسل باضابطہ تحریری دستاویز ہوتا ہے''۔

جدید دور سے قبل کے معاشروں نے تاریخ کے ارتقاء کو اپنے کائناتی تصورات کے لحاظ سے دیکھا اور تاریخ کو ماضی کے واقعات کا ایک سیدھا سادہ بیان سمجھا۔یعنی وہ تاریخ کو ماضی میں پیش آئے واقعات کا تاریخ وار اندراج خیال کرتے تھے۔

اٹھارویں صدی عیسوی تک مغرب کی دانشورانہ روایت کے مطابق مختلف قسم کے تاریخ نویسی کے اسلوب فروغ پائے۔کئی مورخین نے بیانیہ طرز کو وضاحت کا عام وسیلہ بنایا اور یہی طرز نگارش یوروپ اور امریکہ کے تاریخ نویسوں کی روایت قرار پائی۔

موجودہ دور میں تاریخ سائنسی طریقوں اور معیارات کے لحاظ سے انسانی سرگرمیوں کا مجموعی طور پر جائزہ لینا چاہتی ہے۔ ماضی کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے پچھلے دور میں پیش آئے واقعات کی حقیقی سمت کا مطالعہ اور غور وفکر کا عمل، تاریخ کے دائرہ کار کا ایک لازمی حصہ تصور کیا جاتا ہے یعنی دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تاریخ، صرف ماضی کے واقعات کا نام نہیں ہے۔تاریخ کے مطالعہ میں اس بات کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے کہ انسان، ان واقعات کی توضیح وتشریح کس انداز سے کرتا ہے۔

تاریخ کی تعریف سے متعلق بیان کرتے وقت، موجودہ دور میں اس بات پر بحث کی جارہی ہے کہ تاریخ میں صرف حقائق کو جمع کرنے پر زور دینا چاہیئے یا ان واقعات کی ترجمانی اور تشریح پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیئے۔

اس اکائی میں ہم ان تصورات کے چند پہلوؤں کا جائزہ لیں گے کیوں کہ بہت سی تعریفات اور خود تاریخ کے مضمون کی تفہیم خود ان سوالوں کا نتیجہ ہے جو تاریخ کے فلسفہ اور تاریخی طریقۂ کار کی خصوصیت کے تعلق سے اٹھائے گئے تھے۔ یہ وہی سوالات ہیں جو پچھلی کئی صدیوں سے فلسفیوں اور ماہرین تاریخ کے ذہنوں پر چھائے ہوئے ہیں۔

2.3 تاریخ کی نوعیت(Nature of History)

جدید عہد میں تاریخ کی نوعیت اور اس کے دائرہ کار میں کافی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ ماضی میں تاریخ کو واقعات کا سلسلہ وار اندراج خیال کیا جاتا تھا لیکن اب اُسے سائنسی اور ناقدانہ نقطہ نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ تاریخ، حقائق کا مطالعہ ہے، تاریخ کا دائرہ کار، ماضی سے محبت یا اُس کی مذمت نہیں ہے اور نہ ہی اس سے نجات حاصل کرنا ہے بلکہ ماضی کا اس طرح ادراک کرنا کہ حال کو بھی سمجھا جا سکے۔

تاریخ کی سرگرمی، تین قسم کے کاموں پر مشتمل ہے جنھیں بہ یک وقت روبہ عمل لایا جانا چاہیئے۔ پہلا یہ کہ حقیقت کا ادراک تا کہ انسان کے ماضی کا جائزہ لیا جائے جیسا کہ وہ واقع ہوا ہے۔ دوسرا، حقائق کی تشریح تا کہ اس کی اہمیت کو واضح کیا جائے۔ تیسرا، خیالات کو دلکش انداز میں پیش کرنا ہے۔ یہ تینوں سرگرمیاں، ماہر تاریخ کو ایک سائنس داں بنا دیتی ہیں جو حقائق جمع کرتا ہے، ایک فلسفی بنا دیتی ہیں تا کہ وہ ماضی کے واقعات کی تشریح کر سکے اور ایک ادیب بنا دیتی ہیں تا کہ وہ اُن کا اظہار کر سکے۔

تاریخ کو واقعات کی تشریح، تجزیہ اور بیان کرنے سے سروکار ہے۔ ایک ماہر تاریخ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ تاریخی حقائق کا ادراک کرے۔ اسے معروضی ہونا چاہیئے وہ تعصب سے مکمل طور پر بری نہیں ہوسکتا۔ ماہر تاریخ، ماضی کے مطالعہ کے لیے جن معیارات کا استعمال کرتا ہے وہ اُس کے عہد کے عمومی معاشرتی، فلسفیانہ، مذہبی اور معاشی تصورات اور نظریات ہیں۔ کوئی روسو یا وولٹائیر (Voltaire) اپنے عہد کی معروضی انداز میں تشریح نہیں کر سکتا۔

تاریخ کے لیے یہ لازمی ہے کہ وقفہ وقفہ سے اسے دوبارہ تحریر کیا جائے۔ ماضی کے واقعات کا عصرِ حاضر کے تصورات سے جائزہ لیا جانا چاہیئے۔ علوم کے دیگر شعبوں میں ہوئی ترقیات، ماہر تاریخ کے لیے نئے وسائل فراہم کرتی ہیں اور تاریخی واقعات کو ترتیب دینے کے لیے نئے طریقے تجویز کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر آثار قدیمہ (Archaelogy)، تحریر شناسی (Graphology) لاشعاعی تصویر کشی (Radiography) وغیرہ سے مدد لی جاسکتی ہے۔۔

ایک اور نکتہ جو غور کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ ماہر تاریخ پر اُس عہد کا اثر پڑتا ہے جس میں وہ رہ رہا ہے۔ مثال کے طور پر ہیروڈوٹس (Herodotus) کا تعلق رزمیہ دور سے تھا، اس لیے اُس کی تحریروں سے قصہ بیان کرنے کا عنصر نمایاں ہے۔ بیری (Bury) سائنس اور ٹکنالوجی کے دور کا پروردہ ہے اس لیے اُس نے تاریخ کو سائنس کا نام دیا، نہ کم نہ زیادہ۔

سینٹ آگسٹائین (St. Augustine) کے عہد میں مذہب کا اثر زیادہ تھا، اس لیے اُس نے ساری کائنات کو خدا کا شہر بتلایا۔

تاریخ کے مطالعہ میں ہمیں دو مسائل سے سابقہ پڑتا ہے۔ ایک دنیا کا تجربہ ہے جس میں تجارت کے سارے اسباب کی طرح واقعات موجود ہیں اور دوسرا، ماہر تاریخ کی استعداد جس کا استعمال کر کے وہ دنیا کے تجربے کو اپنے انداز

سے پیش کرتا ہے۔

2.4 تاریخی حقائق(Historical Facts)

تاریخی حقائق کی نوعیت میں بعض دیگر پہلو بھی ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ کے بعض محققین یہ باور کرتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے جب کہ دوسرے محققین سختی سے اس بات کی تردید کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ دونوں طرزفکر، کسی حد تک صحیح ہیں۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ساری چیزیں ہمیشہ سے وہی رہی ہیں لیکن ہر دور میں ان کے طریقے الگ الگ رہے ہیں۔ انسان کے ذہن پر اثر انداز ہونے والے اور اُس کی تشکیل کرنے والے عناصر، ساری دنیا میں یکساں ہیں اگر چہ کہ تاریخی واقعات اُسی مقام پر اُسی تسلسل سے پیش نہیں آتے لیکن اُن میں ایک بنیادی وحدت ہے جو صرف گہرے مطالعہ ہی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔

تاریخ کا تعلق، انسان کی زندگی سے ہے۔ چونکہ انسان، اپنے ہاتھوں مجبور ہے، اس سے جو حرکات سرزد ہوتے ہیں وہ مشترک نوعیت کے ہیں۔

اشوک نے جنگ سے گریز کا اعلان کیا، پہلی جنگ عظیم کے بعد مجلس اقوام(League of Nations) نے اور دوسری عالمی جنگ کے بعد مجلس اقوام متحدہ (United Nationa Organisation) نے جنگ ختم کرنے کا اعلان کیا۔ یہ سب واقعات بتلاتے ہیں کہ تاریخ میں انسان کے اعمال کی بنیادیں کبھی تبدیل نہیں ہوئیں۔

2.5 تاریخ کی عہدواری تقسیم(Periodization in History)

آر۔ جی کولنگ ووڈ کا یہ فلفسہ کہ تاریخ کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ ماضی کے تجربات کا اعادہ کرتی ہے اور تاریخ کا نفس مضمون فکر کی عکاسی ہے۔ یہ تھوسی ڈائیڈس (Thucydides) تھا جس نے تاریخ کی اندرونی ساخت کو ظاہر کیا کہ تاریخی حقائق ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں چاہے وہ کسی بھی عقلی اور مستقل طریقہ پر ہوں۔ ہم کو تاریخ کے عمومی نقطۂ نظر کو قبول کرنا چاہیے کہ تاریخ کی ساری تگ ودو ایک کامل تسلسل ہے اور یہ ایک طفلانہ بات ہوگی اگر ہم اسے قدیم، وسطی اور جدید تاریخ کے حصوں میں تقسیم کریں جو قدیم ہے وہ جدید بھی ہے اور جو جدید ہے وہ قدیم بھی ہے۔ زمانہ قدیم میں ہندوستانیوں کا پیشہ زراعت تھا جو اب بھی ہے۔ ماضی میں جس طرح مذہب کی گرفت مضبوط تھی وہ اب بھی ہے۔

کروچے (Croce) کے مطابق تاریخ وہ اعلیٰ روح ہے جو نا قابل تقسیم ہے لیکن اس کے چار مختلف پہلو ہیں۔ فنون، اخلاقیات، منطق اور معاشیات جو بنیادی اکائی یعنی روح سے اُبھرتے ہیں۔

کولنگ ووڈ کی یہ بحث ہے کہ تاریخ نویس کا تعلق زمانہ حال سے ہے، اس لیے وہ موجودہ زمانے کے جبر سے مُبرّا نہیں ہے، وہ ماضی سے اتنے قریب ہوجاتے ہیں کہ وہ یہ ایک کامل متجانس بن جاتا ہے۔ گوتم بدھ، حضرت عیسیٰ یا حضرت محمدؐ کا پیغام ہمیشہ ویسا ہی تازہ رہتا ہے جیسا اُن کے عہد میں تھا۔ وہ صرف جسم سے وفات پائے ہیں لیکن اُن کی روح ہمیشہ

زندہ رہے گی اس لیے وہ ہر دور میں معاصر ہیں۔

ای۔ایچ۔کار(E. H. Carr) کا کہنا ہے کہ تاریخ ایک نہ ختم ہونے والا مکالمہ ہے جو زمانہ حال اور ماضی کے مابین جاری ہے۔ جو تاریخ کسی معاصر مسئلہ کو حل نہیں کرسکتی وہ محض ایک صحیفہ ہے، واقعات کی ایک فہرست ہے جس میں روح کا فقدان ہے۔ تاریخ داں کی قدر و قیمت اسی میں ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے ماضی کے زیادہ سے زیادہ تنازعات کو حل کر سکے۔ اور جتنی زیادہ روشنی وہ اُن پر ڈال سکتا ہے، ڈالے۔ ان سب کے لیے تاریخ داں اور واقعات کے مابین مکالمہ ضروری ہے جو ماضی کا حصہ ہیں۔

2.6 تاریخ میں قدر و قیمت کا تعین(Value Judgments in History)

چاہے اقدار۔ تاریخ میں پسندیدہ ہوں یا نہ ہوں، لارڈ ایکٹن (Lord Acton) یہ خیال کرتا ہے کہ ''یہ نہ صرف پسندیدہ ہے بلکہ تاریخ نویس کے نام کا ایک حصہ ہے'' تعین قدر، اندازہ اور فیصلہ یہ سب چیزیں تاریخی کام کا ایک حصہ ہیں۔ Ranke Fee کہتا ہے کہ ''تاریخ داں کا یہ کام ہے کہ وہ صرف ماضی کی تشکیل کرے تاکہ وہ حقائق کو جوں کا توں پیش کرے''۔

انیسویں صدی کے ماہرین تاریخ کی تاریخ کو سائنس بنانے کی کوشش تعین قدر کی راہ میں مزاحم ہے۔ بیری (Bury) نے یہ بحث کی کہ سائنسی طریقہ، دو چیزوں کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ ایک قومیت (Nationalism) اور دوسرا تاریخ کے فلسفے تھے۔ قومیت کے مسئلہ نے حب الوطنی کے تعصب کو داخل کردیا جو بعض ادوار (Ages) کو ''اکساہٹ پیدا کرنے والے اور سنہری دور کہتے ہیں اور دیگر کو تاریک ادوار کہتے ہیں۔

ہیگل (Hegel)، کامٹے (Comte)، اسپینگلر (Spengler) جیسے فلسفیوں نے تاریخ کو فلسفہ کے اعلیٰ درجے پر پہنچادیا۔ تاریخ ہمیں یہ سکھلاتی ہے کہ اچھی چیز کو انعام سے نوازا گیا ہے اور برائی کو سزا دی گئی ہے۔

2.7 تاریخ کی تشریح(Interpretation of History)

تاریخ کے لیے یہ رجحان رہا ہے کہ اُسے ملک کے حالیہ خیالات یعنی تصورات سے ہم آہنگ کیا جائے۔ یونانیوں نے تاریخ کی عقلی تشریح پر زور دیا، جرمنوں نے اسے زیادہ فلسفیانہ بنادیا، مارکسٹوں (اشتراکیوں) نے اسے زیادہ مادّی بنادیا، فرانسیسیوں نے اسے زیادہ اشتراکی بنایا تو انگریزوں نے اسے زیادہ استعماریت نواز بنادیا۔

تاریخ کی نوعیت، زمانہ کی مروجہ فلسفہ کے لحاظ سے تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ ایک تاریخ داں سے دوسرے تاریخ داں تک اس میں تغیر واقع ہوتا ہے کوشش اس بات کی کی گئی ہے کہ تاریخ کی زمانہ حال کی تشریح کی نیت سے ترجمانی کی جائے۔ اس لحاظ سے تاریخ معکوس پیشین گوئی (Prophecy in reverse) بن جاتی ہے جو ماضی کو، مستقبل کے ایک بامعنی عنصر کی حیثیت سے پیش کرتی ہے۔

2.8 تاریخ کی وسعت(Scope of History)

گزرتے ہوئے زمانے کے ساتھ ساتھ تاریخ کے مطالعہ میں وسعت پیدا ہوئی، بادشاہوں کے عروج وزوال، جنگ اور امن کے واقعات کے علاوہ سیاسی واقعات کی فہرست بیان کرنے کی بجائے، تاریخ کا مطالعہ اب ایک نئے دور میں داخل ہوا ہے جو انسان کی مختلف سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے۔

تاریخ کا اپنا ایک الگ مقام ہے جس کا اب اہم مقصد، معاشرہ کا مطالعہ کرنا اور اُس کی ثقافت کو فروغ دینا ہے جو علم، عقیدہ، اعتقاد، فن، اخلاق، رواجات اور کئی صفات تشکیل دیتا ہے جنھیں انسان نے معاشرے کے فرد کی حیثیت سے اکتساب کیا ہے۔ تاریخ کو دو اہم سرگرمیوں کو انجام دینا ہے: ایک تفصیلات جمع کرنا اور دوسرے اُن تفصیلات کی تشریح کرنا جو تاریخ کے بنیادی ذرائع ہیں۔

فطرت بھی تاریخ کے دائرۂ عمل میں آتی ہے۔ دریا، پہاڑ، جھیلیں اور سمندر، انسان کی قسمت کی تشکیل کے تناظر میں اہم حصہ ادا کرتے ہیں۔ یونان کا ناہموار شکستہ میدان اُس کی طویل ساحل کی پٹی اور متعدد جزائر کے ساتھ، اُسے شہروں کی تعمیر، ریاستوں کی تشکیل اور ملک کے باہر نو آبادیاں بسانے میں معاون ہوئی۔ دریائے سندھ، گنگا ندی کا علاقہ اور ہمالیہ کے پہاڑوں نے ہندوستان کی تاریخ میں ایک اہم کردار (Role) ادا کیا ہے۔ واٹرلو (Waterloo)، پلاسی اور پانی پت کے نام کبھی بھی سنائی نہ دیتے اگر نپولین، کلائیو اور بابر نے ان علاقوں میں جنگیں نہ لڑی ہوتیں۔ اس لیے تاریخ کی وسعت انسان اور فطرت دونوں کو شامل کرتی ہے جہاں تک وہ بنی نوع انسان کی زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

تاریخ کی وسعت، انسان کی ساری سرگرمیوں کا احاطہ کرتی ہے اور تاریخ داں کو چاہئیے کہ وہ اُس کے ہر پہلو کا مطالعہ کرے چاہے وہ دانشوری، سیاسی، معاشرتی، فلسفیانہ، مادّی، اخلاقی یا انسان کے معاشرے میں جذباتی سرگرمیوں سے متعلق ہوں۔ تاریخ کو چاہئیے کہ وہ اُن ساری کامیابیوں کا احاطہ کرے جو سائنس، ٹکنالوجی، ایجادات اختراعات اور مہمات سے متعلق ہوں۔

حالیہ برسوں میں معاشی اور معاشرتی تبدیلیوں کو زیادہ اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ اشترا کی فلسفہ کے حامل ملکوں میں سارا زور، مارکسی جدلیت سے واقفیت پر ہے۔ مزدوروں کی تحریک، طبقاتی کشمکش، داخلی اور بین الاقوامی سطح پر تجارت، فنون، دستکاریاں، صنعت، کاروبار تجارت، زراعت، کاشت کاروں کی تحریک وغیرہ توجہ حاصل کر رہی ہیں۔

ادارہ جات اور نظریات کی تاریخ نے ابن خلدون، یونانی مفکرین، ہیگل، مارکس، اسپیلر (Speyler)، کروچے (Croce) اور ٹوئی جیسے دانشوروں کی توجہ مبذول کی جنھوں نے تاریخ کے فلسفہ کے لیے نہایت اہم کام کیا۔ تاریخ کا دائرہ کار ہمیشہ سے وسعت اختیار کرتا رہا ہے۔ بابائے تاریخ ہیروڈوٹس (Herodotus) ایک بہترین قصہ گو تھا۔ لیکن 13 برس بعد اُس کے جانشین تھوس ڈائڈس (Thucydides) ایک سائنسی تاریخ داں بنا۔ انیسویں صدی کے تاریخ

دانوں نے زیادہ تر حکومتوں، عظیم شخصیتوں، قومی شعور کی بیداری اور سیاسی آزادی کے فروغ پر اپنی توجہ مبذول کی۔ بیسویں صدی نے ایک تبدیلی کا مشاہدہ کیا جس میں افراد سے ہٹ کر، عوام کی معاشی اور معاشرتی تاریخ پر زیادہ زور دیا گیا۔ اس کے علاوہ تاریخ کے دائرۂ عمل کو معروضی آزمائش سے تاریخیت (Historicism) کی طرف وسعت دی گئی ہے۔ معروضی آزمائش کے طریقے کا مطلب اُن حقائق کو بیان کرنا ہے جو درحقیقت تھے اور تاریخیت کا مفہوم، واقعات اور حقائق کے آغاز سے لے کر اُس کے فروغ تک دریافت کرنا ہے۔ اس طرح انیسویں صدی، تاریخ کی صدی کہلاتی ہے جس نے تاریخ کو انسانی ہمدردی میں تبدیل کیا اور حقیقت اور فکر کا مرکز بنایا۔

2.9 نتیجہ/اختتامیہ (Conclusion)

تاریخ، بنی نوع انسان کی زندگی میں انوکھے اور منفرد واقعات کی یادداشت ہے۔ یہ نہ صرف اُن واقعات کے بارے میں قدامت پسندانہ ادراک ہے بلکہ اس کا تکملہ بھی ہے جو زمانہ حال میں واقع ہو رہا ہے۔ اب تاریخ کا مطالعہ، حقیقت میں واقع ہونے کی حیثیت سے سائنسی بنیادوں پر کیا جا رہا ہے۔ تاریخ کے دائرۂ عمل کو معروضی آزمائش کے مرحلے سے تاریخیت کی طرف وسعت دی گئی ہے۔

2.10 نمونہ کے سوالات

1. تاریخ کیا ہے؟
2. تاریخ کی نوعیت کے بارے میں تحریر کیجیے۔
3. تاریخ کا دائرۂ عمل کیا ہے؟
4. تاریخ میں حقائق کو بیان کیجیے۔
5. تاریخ میں عہد یعنی ادوار کی تقسیم بیان کیجیے۔
6. تاریخ میں اقدار کا فیصلہ پر نوٹ تحریر کیجیے۔
7. تاریخ کی ترجمانی پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

2.11 حوالہ جاتی کتب (Reference)

1. کار، ای۔ ایچ : تاریخ کیا ہے

Carr, E. H.: What is History

2. کولنگووڈ، آر۔ جی : تاریخ کا نظریہ

Collingwood, R. G.: Idea of History

3. گارڈی نر، پی (مدیر) : تاریخ کے نظریات

Gardiner, P. (Ed.): Theories of History

4. والش، ڈبلیو۔ ایچ۔ : تاریخ کا فلسفہ

Walsh, W. H.: Philosophy of History

5. معاشرتی علوم کا قاموس Encyclopaedia of Social Sciences

6. انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا Encyclopaedia Britannica

اکائی 10

ماقبل تاریخ کا پتھر اور کانسہ کا دور (Chalcolithic period)

فہرست مضامین

10.0 مقاصد

10.1 تمہید

10.2 ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کی ثقافت

10.3 اوزار اور ہتھیار

10.4 ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کا طرز زندگی

10.5 مذہبی اعتقادات

10.6 ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کے ثقافت کی توسیع

10.7 مٹی کے برتن بنانا

10.8 اختتامیہ

10.9 نمونہ کے سوالات

10.10 حوالہ جات

10.0 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ اس قابل ہوں گے کہ:

1. ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کی ثقافت کے بارے میں جان سکیں۔
2. ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کی ثقافت کی توسیع کے بارے میں جان سکیں۔
3. اس دور کے مذہبی اعتقادات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔

10.1 تمہید (Introduction)

ایک ایسی ثقافت جس کی بنیاد تانبہ اور پتھر کے اوزار کے استعمال پر مبنی ہو تو اُسے ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور (Chalcolithic) کی ثقافت کہا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم تاریخ کا تانبہ اور پتھر کا عہدہ ہے۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں ہڑپا کی کانسہ کے دور کی ثقافت کے بعد ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کا دور (Chalcolithic) آیا۔ اس عہد کے لوگ زیادہ تر پتھر اور تانبے کا استعمال کرتے تھے۔ کبھی کبھی وہ کم تر درجے کا کانسہ بھی استعمال کرلیا کرتے تھے۔ وہ بنیادی طور پر دیہی طبقات سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کی آبادیاں پہاڑوں اور ندیوں کے آس پاس پائی جاتی تھیں۔

10.2 ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کی ثقافت

ماقبل تاریخ کے اس دور کے آثار راجستھان کے جنوب اور مشرق کے علاوہ مدھیہ پردیش، مہاراشٹرا اور جنوبی اور مشرقی ہندوستان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ راجستھان میں اہر (Ahar) اور گلنڈ (Gilund) کے علاوہ مدھیہ پردیش میں مالوہ، کیاٹلا (Kayatla) اور اِرن (Eran) کے مقامات پر کھدائی میں یہ آثار دستیاب ہوئے۔ اس دور کی مالوہ کی ثقافت کو سب سے زیادہ مانا جاتا ہے۔ اس میں مٹی کے بنے ہوئے (Ceramic) نمونے پائے گئے۔ ضلع احمد نگر میں جوروے (Jorwe)، نواسا (Nevasa) اور دیماباد (Dimabad) میں اس کے نمونے ملے۔ ضلع پونہ کے مقامات چنڈولی (Chandoli)، سون گاؤں (Songaon) اور انعام گاؤں (Inamgaon) میں ایسے برتن پائے گئے۔ پرکاش اور ناسک میں بھی ایسے آثار دستیاب ہوئے۔ یہ سارے علاقے مہاراشٹرا کے تھے۔ ان کو Jorwe کی مناسبت سے Jorwe Culture کہا جاتا ہے۔ جنوب میں 1400 سے 700 قبل مسیح کے زمانے میں Neolithic Culture (پتھر کے دور کی ثقافت) دور کے آثار پائے گئے۔ اس ثقافت کے آثار، ودربھا کے چند حصوں اور کونکن کے علاقوں Neolithic (حجری دور) میں پائے گئے۔ اگرچہ کہ Jorwe ثقافت دیہی تھی لیکن بعض آبادیاں جیسے دیماباد اور انعام گاؤں تقریباً شہری علاقوں کی طرف تھے۔ یہ سارے علاقے نیم خشک خطوں میں واقع تھے جہاں کی زمین بھوری اور کالی تھی۔ ان جگہوں پر بیر اور ببول کے درخت تھے ان میں سے اکثر دریاؤں کے کنارے یا ساحلی علاقے تھے۔ مشرقی ہندوستان میں گنگا کے کنارے چیرانڈ (Chirand)، ضلع بردوان میں پانڈوراجر ڈھیبی (Pandu Rajor

(Dhibi) مغربی بنگال کے ضلع بیر بھوم میں مہیش دل (Mahishdal) میں کھدائیاں کی گئیں جہاں یہ آثار پائے گئے۔ ان کے علاوہ بعض ایسے بھی علاقے ہیں جیسے سینووار (Senuar)، سون پور (Sonpur) اور تارادیہہ جو بہار میں واقعہ ہیں۔مشرقی اتر پردیش میں دھیرادیہہ (Dhairadih) اور نارتھان میں بھی یہ آثار دریافت ہوئے

10.3 اوزار اور ہتھیار (Tools and Weapons)

ماقبل تاریخ کے اس دور کے لوگوں نے کئی چھوٹے چھوٹے اوزار اور ہتھیار پتھروں کو تراش کر بنائے۔ان میں پتھر کے چاقو (Stone Blades) اور Bladelets اہم ہیں۔Ahar ثقافت 2100 اور 1500 قبل مسیح کے دور کی ہے۔اس ثقافت کا مرکز گی لنڈ (Gilund) تھا۔اس مقام پر پتھر کو تراش کر ہتھیار بنانے کا کارخانہ تھا جس میں یہ صنعت فروغ پائی۔اس زمانے کے لوگ Smelting (کچی دھات کو گلانا، پگھلانا) سے واقف تھے۔Ahar ثقافت کا اصلی نام Tambavati یعنی وہ مقام جہاں تانبہ پایا جاتا ہے تھا۔مہاراشٹرا کے مقامات Jorwe اور Chandoli میں تانبے سے بنی ہوئی چپٹی اور مستطیل نما کلہاڑیاں پائی گئیں۔

10.4 ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کا طرز زندگی

اس عہد کے لوگ مختلف اقسام کے مٹی کے بنے ہوئے برتن استعمال کرتے تھے۔ان میں سے ایک کالا اور سرخ برتن 2000 قبل مسیح کے دور کا ہے یہ برتن پہیے کو گھما کر بنائے جاتے تھے اور ان پر مختلف رنگوں کے ذریعے نقش بنائے جاتے تھے۔مہاراشٹرا، مدھیہ پردیش اور بہار میں رہنے والے لوگ نے ٹونٹی والے برتن ورکابیاں اور کٹورے بنانے کے ہنر سے آشنا تھے۔راجستھان کے جنوب مشرق میں رہنے والے، مغربی اتر پردیش، مغربی مہاراشٹرا کے باشندے گھروں میں جانوروں کو پالتے تھے اور زراعت کے پیشے سے وابستہ تھے۔گھروں میں گائیں، مینڈھے (Sheep)، سوّر (Pigs) بھینسیں اور ہرن وغیرہ جیسے مویشی پالے جاتے تھے۔ان مویشیوں کے علاوہ اونٹ کی باقیات بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ گھوڑوں سے واقف نہیں تھے۔لوگ گائے، بھینس اور سوّر کا گوشت استعمال کرتے تھے۔یہ لوگ گیہوں اور چاول کے علاوہ باجرہ کی کاشت بھی کرتے تھے۔وہ کئی قسم کی دالیں بھی پیدا کرتے تھے جیسے مسور کی دال (Lentil)، چنے کی دال (Black Gram) سبز چنا (Green Gram) اور مٹر (Peas) بھی پیدا کرتے تھے۔ Navdatoli کے علاقے کے لوگ بیر اور السی کی بھی کاشت کرتے تھے۔دکن کی کالی زمینوں میں کپاس (Cotton) کی پیداوار ہوتی تھی۔اس کے علاوہ رائی، باجرہ کے علاوہ اور بھی مختلف قسم کی دالیں پیدا کی جاتی تھیں۔مشرقی ہندوستان میں مچھلیوں کو پکڑنے کے گل (Hooks) بھی تیار کیے جاتے تھے۔یہ چیزیں بہار اور مغربی بنگال میں بنائی جاتی تھیں۔بنگال میں چاول کی بھی پیداوار ہوتی تھی۔اس علاقے میں اس دور میں بھی مچھلی اور چاول، لوگوں کی مرغوب غذا تھی۔

اس دور کے لوگ، عام طور پر جلائی ہوئی اینٹوں کی تیاری سے واقف نہیں تھے۔ان میں سے زیادہ تر لوگوں کے

مٹی سے تیار کئے ہوئے گھر ہوتے تھے۔گھاس پھوس کی چھت والے مکان بھی اس علاقے میں پائے جاتے تھے۔بعض گھر ایسے بھی تھے جولکڑی کے ٹھاٹر سے بنے ہوئے تھے۔تاہم، Ahar کے لوگ پتھر کے بنے ہوئے مکانوں میں بھی رہتے تھے۔دیماباد کی کھدائیوں میں کانسے کی اشیاء دریافت ہوئیں۔انعام گاؤں میں مٹی کے بنے ہوئے کئی گھر تھے جن میں چولھے اور گول گڑھے ہوتے تھے پائے گئے۔بعد کے دور میں(1300 تا 1000 قبل مسیح)ایک گھر ایسا ملا جس میں پانچ کمرے تھے جن میں سے چار کمرے مستطیل نما تھے اور ایک دائرہ نما تھا۔انعام گاؤں ماقبل تاریخ کی وسیع بستیوں میں سے ایک تھا جس میں ایک سوگھر پائے گئے اور قبروں کی جگہیں بھی پائی گئیں جو ایک احاطہ میں گھیرے ہوئے تھیں۔

اس زمانے کے لوگ تانبے کو پگھلانے اور اس سے مختلف اوزار بنانے کے علاوہ پتھر کے آلات بنانے میں بھی ماہر تھے۔تانبے کے اوزار، چوڑیاں وغیرہ کھدائی میں برآمد ہوئیں۔نیم قیمتی پتھروں کی تسبیح بنانے میں بھی لوگ ماہر تھے یہ لوگ Carnelain (سرخ یا گلابی رنگ کا پتھر جیسے سنگ یمانی بھی کہتے ہیں)، Steatite (غیر شفاف ابرک) اور Quartz (گارکا پتھر) کی قلموں سے بھی یہ تسبیحیں بناتے تھے۔اس کے علاوہ وہ سوت کاتنے اور کپڑا بننے کے فن سے بھی واقف تھے۔مالوہ کے علاقے میں چرخے کا تکلا اور اُس سے جڑا ہوا پہیہ بھی دستیاب ہوا تھا۔سوت، کتان اور سلک کے دھاگے بھی مہاراشٹرا کے علاقے کی کھدائیوں میں دستیاب ہوئے ہیں۔انعام گاؤں میں مٹی کے برتن بنانے والے (کمہار)، ہاتھی دانت پر نقش ونگار کندہ کرنے والے، چونا بنانے والوں کے اور پکی مٹی کی کھپریلیں بنانے والے کاریگر (Terracota Artisans) بھی اس علاقے میں رہتے تھے۔

10.5 مذہبی اعتقادات(Religious Beleifs)

مہاراشٹرا کے علاقے میں مردوں کو دفن کرنے کا رواج تھا۔یہ لوگ اپنے مردوں کو فرش کے نیچے شمال سے جنوب کی سمت میں دفن کرتے تھے۔ہڑپا کی کھدائیوں میں یہ پایا گیا کہ مردوں کو دفن کرنے کے لیے الگ سے قبرستان یا شمشان جیسی جگہوں کا استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔

پکی مٹی سے بنی ہوئی مورتوں کی اشکال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ماقبل تاریخ کے زمانے کے لوگ دیوی کی شکل کی مورت بنا کر اُس کو پوجتے تھے۔مالوہ کے علاقے میں بیل کی شکل کی مورت پائی گئی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیل اور دیگر مویشیوں کی بھی پرستش کیا کرتے تھے۔آبادیوں کی نشانیاں اور مردوں کو دفن کرنے کے آثار یہ بتلاتے ہیں کہ اس زمانے کے معاشرے میں نابرابری کا رواج تھا۔آبادیوں کے مختصر گھروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے گھر دومنزلہ ہوا کرتے تھے۔ قبیلے کا سردار مستطیل نما گھر میں رہتا تھا اور اپنے قبیلے کے دوسرے لوگوں پر حکومت کرتا تھا۔ جو گول جھونپڑیوں میں رہتے تھے۔اس دور کے Chandoli اور Nevasa کے مقامات پر دستیاب قبروں سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مردوں کے گلوں میں تانبے کا ہار پہناتے تھے۔انعام گاؤں میں بالغ لوگوں کو مٹی اور تانبے کے برتنوں کے

ساتھ دفن کیا جاتا تھا۔ Kayatha میں دستیاب ایک گھر میں تانبے کی 29 چوڑیاں اور دو انوکھی قسم کی کلہاڑیاں پائی گئیں۔ مٹی کے برتنوں میں نیم قیمتی پتھروں (جیسے Steatite اور Carretain) کے گلے کے ہار دستیاب ہوئے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان ہاروں کے استعمال کرنے والے لوگ دولت مند تھے۔

Ganeshwar کے مقام پر کھدائیوں میں دستیاب اشیاء میں تیروں کے سرے، نیزے یعنی بلّم کی نوک، مچھلی پکڑنے کی گل، چوڑیاں، آریاں/ چھینیاں (Chisels) وغیرہ جیسے اوزار سندھ کی وادی میں بھی پائے گئیے۔

10.6 ماقبل تاریخ کے پتھر اور کانسہ کے دور کے ثقافت کی توسیع

(Expansion of Chalcolithic Culture)

ہمیں گل دان (Vase) شکل کے مٹی کے برتن ملے ہیں جن پر سیاہ اور سرخ روغن کیا ہوا ہے۔ ہڑپا کی کھدائیوں میں گیا نیشور کے تانبے کے جو ذخائر دریافت ہوئے ہیں وہ 2800 تا 2200 قبل مسیح کے دور کے ہیں۔ اس دور کے لوگ کچھ تو زراعت پر گزر بسر کرتے تھے اور شکار اُن کا مشغلہ ہوتا تھا۔ اس ثقافت کو ہڑپا کی ماقبل تاریخ کے دور سے بھی پہلے کی ثقافت (Pre-Harappan Chalcolithic Culture) کہا جا سکتا ہے جس نے ہڑپا کی ثقافت کو استحکام بخشا۔

ہڑپا دور کے قبل کا مرحلہ جو راجستھان کے مقام کالی بنگن (Kalibangan) میں اور ہریانہ کے مقام بناوالی (Banawali) کے قدیم آثار پر مشتمل ہے۔ اُس کا تعلق یقیناً Chalcolithic ثقافت سے ہے۔

کایتھا (Kayatha) ثقافت جس کا تعلق 1800 سے 2000 قبل مسیح سے ہے، ہڑپا ثقافت کے آخری دور میں موجود تھی۔ مالوہ کی ثقافت کا دور 1700 سے 1200 قبل مسیح کے عرصے پر محیط ہے یہ Navadatoli میں پائی گئی۔ ارن (Eran) اور Nagada ثقافتوں کو غیر ہڑپا ثقافتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مہاراشٹرا کی Jorwe ثقافت جس کا عہد 1400 سے 700 قبل مسیح پر محیط ہے۔ اس میں وِدربھا اور کونکن کی ثقافتیں شامل نہیں ہیں یہ ثقافتیں بھی غیر ہڑپا ثقافتوں کی تعریف میں آتی ہیں۔ ہڑپا کی ثقافت کی مختلف اقسام نے سندھ، بلوچستان اور راجستھان میں Chalcolithic ثقافتوں کو فروغ دیا جس کی وجہ سے زراعت کا پھیلاؤ ہوا، اگر چہ کہ یہ لوگ زیادہ تر زراعت پر اپنی گزر بسر کرتے تھے۔ Chalcolithic دور کے لوگوں نے اپنی بستیاں، ندیوں کے کناروں پر یا اتصال کے مقامات پر بسائیں یا پہاڑیوں کے بلند مقامات پر رہائش اختیار کی۔ مغربی بنگال میں پانڈو (Pandu)، راجر (Rajar)، ڈھیبی (Dhibi) اور مہیش دل (Mahishdal) اہم علاقے ہیں۔

مغربی ہندوستان میں 1200 قبل مسیح تک Chalcolithic ثقافت ختم ہو چکی تھی۔ صرف Jorwe ثقافت 700 قبل مسیح تک جاری رہی۔ ہندوستان کے بیشتر علاقوں میں Chalcolithic دور کے سیاہ اور سرخ مٹی کے برتن، دوسری صدی قبل مسیح تک زیر استعمال رہے۔ اسی طرح جنوبی ہندوستان میں Chalcolithic Culture تبدیل ہو کر

Megalithic ہوگیا جس میں لوہے کا استعمال شروع ہوگیا۔

10.7 مٹی کے برتنوں کی تیاری(Pottery)

Chalcolithic معاشرے، پکوان کے لیے، چرخوں (پہیوں) کی مدد سے تیار کیے گئے سرخ اور سیاہ برتنوں کا استعمال کرتے تھے۔ پکوان کے علاوہ یہ برتن کھانے، پینے اور پانی اور اناج کا ذخیرہ کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتے تھے۔ ان برتنوں میں لوٹا اور تھالی کا عام استعمال ہوتا تھا۔ جزیرہ نمائے ہند میں انھوں نے بڑے دیہاتوں میں دالیں، گیہوں، جو(Barley)، چاول، مسور کی دال (Lentil) کی کاشت شروع کی۔ مشرقی ہندوستان میں مچھلی اور چاول، غذا کے اہم اجزاء ہوتے تھے۔ مہاراشٹرا میں مُردوں کو دفن کرنے کے طریقے مختلف تھے۔ لاش کو شمال سے جنوب کی سمت میں رکھا جاتا تھا لیکن جنوبی ہندوستان میں یہ طریقہ تھا کہ لاش کو مشرق سے مغرب کی سمت دفن کیا جاتا تھا۔ مغربی ہندوستان میں لاشوں کو دفنانے کا کام وسیع پیانے پر ہوتا تھا جب کہ مشرقی ہندوستان میں اس کا رواج کم تھا۔

10.8 اختتامیہ(Conclusion)

Chalcolithic عہد کے لوگ مویشیوں کو گھروں میں پالتے تھے، غذا کے طور پر استعمال کرنے کے لیے انھیں ذبح کرتے تھے لیکن دودھ حاصل کرنے کے لیے اور دودھ سے دیگر اشیاء تیار کرنے کے لیے ان مویشیوں کو استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ کاشت کاری وسیع پیانے پر نہیں کرتے تھے۔ ان علاقوں میں ہل (Plough) نہیں پائے گئے۔ یہ لوگ Slas and Burn (ایک طریقہ زراعت جس میں پودوں کو سوکھنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اور بُوائی یعنی تخم ریزی کے وقت جلا دیتے ہیں) اور Jhum Cultivation کے طریقوں کا استعمال نہیں کرتے تھے۔

مغربی مہاراشٹرا میں زیادہ تعداد میں بچوں کو دفن کرنے کے رجحان سے اس زمانے کے معاشرے کی عمومی کمزوری ظاہر ہوتی ہے۔ غذائی اجناس کی پیداوار کی معیشیت ہونے کے علاوہ اس ملک میں بچوں کی اموات کی شرح بہت زیادہ تھی۔ اس کی وجوہات ناقص تغذیہ کی دستیابی، وبائی امراض کے پھوٹ پڑنے کی صورت میں طبی معلومات کا فقدان ہیں۔

Chalcolithic دور کے بعض لوگ ابتداء میں سنگ خارا سے تراش کر تیز دھاری دار اوزار (Microliths) کا استعمال کرتے تھے۔ اس زمانے کے لوگ تانبے کو Tin اور کانسہ (Bronze) کے ساتھ پگھلا کر ملانے کی ٹکنالوجی سے واقف تھے تاکہ برتن کو مضبوط بنایا جاسکے۔ تانبہ اور پتھر کے دور کے لوگ تحریر سے واقف نہیں تھے۔ یہ لوگ شہروں میں بھی نہیں رہتے تھے۔ یہ لوگ زیادہ تر دیہاتوں میں رہتے تھے جیسا کہ کانسہ (Bronze) کے دور کے لوگوں کا طریقہ تھا۔

10.9 نمونہ کے سوالات(Model Questions)

1. Chalcolithic ثقافت کے بارے میں تحریر کیجیے۔
2. مذہبی اعتقادات کے بارے میں تحریر کیجیے۔
3. اس عہد میں کس قسم کے اوزار اور ہتھیار استعمال کیے جاتے تھے۔
4. Chalcolithic ثقافت کی توسیع/ پھیلاؤ کے بارے میں تحریر کیجیے۔

10.10 حوالہ جات (References)

1. باشم، اے۔ ایل: ہندوستان جو عجوبہ تھا

Basham, A. L.: The Wonder that was India

2. جھا، ڈی۔ این: قدیم ہندوستان۔ایک تعارفی خاکہ

Jha, D. N.: Ancient India-An Introductory outline

3. کوسامبی، ڈی۔ ڈی: قدیم ہندوستان کی تہذیب و ثقافت۔ایک تاریخی خاکہ

Kosambi, D. D.: The Culture and Civilization of Ancient India-A Historical outline

4. مجمدار، آر۔سی: ہندوستان کی اعلیٰ تاریخ

Majumdar, R. C. et.al: Adnaced History of India

5. رومیلا تھاپر: تاریخ ہند حصہ اول

Romila Thapar: History of India, Vol. I

6. شرما، آر۔ ایس: قدیم ہندوستان

Sharma, R. S.: Ancient India

7. وہیلر، آر۔ ایف۔ ایم: سندھ کی تہذیب اور اس کے آگے

Wheelar, R. F. M.: Indus Civilization and Beyond

8. اوپیندر سنگ: ہندوستان کی قدیم اور عہد وسطیٰ کی ابتدائی تاریخ ''حجری دور سے بارہویں صدی تک''

Upendar Sing: A History of Ancient and Early Medeval History of India from the Stone Age to the 12th Century

اکائی 16

چھٹی صدی قبل مسیح سے چوتھی صدی قبل مسیح تک ہندوستان کے سیاسی حالات

فہرست مضامین

16.0 مقاصد

16.1 تمہید

16.2 آثار قدیمہ کے ادبی ماخذات

16.3 مہاجنا پداس

16.4 سکندر کا حملہ

16.5 معاشی حالات

16.6 فوجی تنظیم

16.7 علاقائی جمہوریتیں

16.8 اختتامیہ

16.9 نمونہ کے سوالات

16.10 حوالہ جات

16.0 مقاصد (Objectives)

اس اکائی کے مطالعہ کے بعد آپ سمجھنے کے قابل ہوں گے:

☆ اہم سیاسی، معاشرتی اور معاشی تبدیلیاں کے بارے میں معلومات حاصل کرسکیں گے۔

☆ مہاجناپداس کے عروج کے بارے میں جان سکیں گے۔

☆ سکندر کے حملہ کے بارے میں جان سکیں گے۔

☆ معاشی حالات کا جائزہ لے سکیں گے۔

☆ علاقائی جمہوریتیں کے بارے میں جان سکیں گے۔

16.1 تمہید (Introduction)

چھٹی صدی قبل مسیح کا زمانہ غیر معمولی مختلف فلسفوں کی تحقیق اور اُس کے ساتھ ساتھ اہم سیاسی، معاشرتی اور معاشی تبدیلیوں کا دور تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح کو ہندوستان کے شمالی حصے میں تاریخ کے آغاز کا دور تسلیم کیا جاتا ہے۔

خاندانی حکمرانی کے اعتبار سے یہ ابتدائی دور مانا جاتا ہے۔ اس زمانے میں مابعد ویدک تحریرات اور تاریخی تبدیلیوں کے آثار پائے جاتے ہیں۔ محققین اس دور کو ''غیر تصحیح شدہ طویل عرصہ'' کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ اس کے بعد کے دور میں اس میں تصحیح کی گئی، چنانچہ اس دور کو اشوک کے عہد کو آگے بڑھا کر تصحیح شدہ دور کہا گیا۔

16.2 آثار قدیمہ کے ادبی ماخذات (Literary Sources)

600 قبل مسیح سے لے کر 300 قبل مسیح کے زمانے میں پہلی مرتبہ دیگر ادبی کتابوں کے تقابل کے ذریعہ اور دوسرے ادبی ذرائع وسائل سے ثبوت اکٹھا کرنے کا موقع ملا۔ سُتنا میٹا کا ر دیگھا، مجھیما، سمیوتا اور انگوتو انکایاس) اور سارے ونئے پٹا کا پانچویں صدی قبل مسیح سے تیسری صدی قبل مسیح کے عرصے میں تحریر کی گئیں۔

چھٹی صدی قبل مسیح میں جٹا کا کی تحریریں موریا اور مابعد موریا حکمرانوں کے دور کے بارے میں تفصیلات مہیا کرتی ہیں۔ برہمن روایات کے بارے میں تفصیلات پورانا میں ملتی ہیں جن میں ان خاندانوں کے بارے میں مواد ملتا ہے۔ گوتما، اپاس تامبا، بودھیانا اور ویشٹا کے دھرم سوتراؤں میں چھٹی صدی سے لے کر تیسری صدی قبل مسیح کے حالات ملتے ہیں۔ اس عہد کی تفصیلات کے لیے جین مت کی تحریروں کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ان تحریروں میں با گوتی سوترا اور پاری شیشٹا پروان اہم ہیں۔ ان مقامی تحریروں کے علاوہ کئی ایک یونانی اور لاطینی تحریریں بھی دستیاب ہیں جو سکندر کے عہد سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان تحریروں کو سکندر کے فوجی محررین نے مرتب کیا تھا ان میں آرین (Arrian) کورٹیس (Curtius)، روفس (Rufas)، ڈیوڈورس (Diodorus)، سیسی لس (Sisilus)، پلوٹارک (Plutarch) اور جسٹین (Justin) قابل ذکر ہیں۔

چھٹی صدی سے تیسری صدی قبل مسیح کے واقعات جاننے کے لیے آثار قدیمہ ایک اہم ماخذ ہے۔ شمالی ہندوستان میں مٹی کے برتنوں کی ثقافت جسے شمالی ہند کی سیاہ چمکیلی ظروف سازی (Black Polished Ware) کہا جاتا ہے سے بھی ہمیں معلومات دستیاب ہوتی ہیں۔ اس دور کے ابتدائی نمونے ہمیں سوراخ کیے ہوئے سکوں میں ملتے ہیں جس سے اس عہد میں رقومات کے استعمال کا پتا چلتا ہے۔

16.3 مہاجنا پداس (Mahajanapadas)

چھٹی صدی قبل مسیح کے بعد سے شمالی ہند کی سیاسی تاریخ واضح نظر آتی ہے۔ اس کے حوالے مختلف مذہبی روایات میں ملتے ہیں۔ بدھ مت اور جین مت کی تحریروں میں چھ طاقت ور ریاستوں کا ذکر ملتا ہے (سولا سا۔مہاجنا پدا) جو چھٹی صدی قبل مسیح میں تھیں۔ جنا پدا کا مفہوم ایسا علاقہ ہے جس میں شہری اور دیہی آبادیاں شامل ہیں۔ یہ کاسی (کاشی)، کوسالا (کوشالا)، رنگا، مگدھا، وجّی (ورجی)، ملا، چٹیا (چیڑی)، ومسا (وتسا)، کرو، پنچالا، ماچنا (ماتسیا)، شوراسینا، اسا کا (اشما کا) اونتی، گندھارا اور کمبوجا ہیں۔

مہاجنا پدا کی شاہی حکومتوں کی فہرست میں دو اقسام کی ریاستیں شامل ہیں جنھیں راجیا (Rajyas) اور غیر شاہی حکومتوں میں گاناس (Ganas) یا سنگھاس (Sanghas) شامل ہیں۔ یہ دونوں امیر طبقات کی حکومتیں (Oligarchies) موجود تھیں جو ایک محدود طبقے پر اپنے اختیارات/اقتدار کا استعمال کرتی تھیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں سب سے زیادہ طاقت ور حکومتوں میں مگدھا، کوسالا وتسا اور اونتی تھیں۔ ان ریاستوں میں تعلقات یکساں نہیں رہتے تھے کبھی کبھی ان میں جنگیں ہوتی تھیں، عارضی طور پر جنگ بندی (Truce) اور فوجی اتحاد بھی ہوتا تھا۔ یہ بین ریاستی تعلقات کے اہم واقعات ہوتے تھے۔

ریاست کاشی (Kingdom of Kashi) شمال میں ورونا (Varuna) اور جنوب میں آسی (Asi) ندیوں سے گھری ہوئی تھی۔ ان دوندیوں کے ناموں کی مناسبت سے دریائے گنگا کے کنارے آباد شہر کا نام وارانسی (Banaras) پڑا۔ کوسالا خاندان کی طاقت ور ریاست، مشرق کی طرف سے سادانرا (گندک)، مغرب کی طرف سے گومتی ندی، جنوب کی طرف سے سارپیکا (Sarpika) اور شمال کی طرف سے نیپال کی پہاڑیوں سے گھری ہوئی تھی۔ شمالی کوسالا کا صدر مقام شراوستی (Saheth-Maheth) تھا اور جنوبی کوسالا ریاست کا دارالخلافہ کوشاوتی (Kushavati) تھا۔ سوایا ندی اس ریاست کو جنوبی کوسالا اور شمالی کوسالا میں تقسیم کرتی ہے۔ ساکیتا اور ایودھیا دو ایسے بڑے شہر تھے جن کی سیاسی اہمیت تھی۔ کوسالا اور مگدھ کی ریاستیں شادی بیاہ کے رشتوں کی وجہ سے آپس میں جڑی ہوئی تھیں۔ یہ دور پراسین جیت اور مگدھ کے راجا بمبی سارا کا تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح کے بڑے شہروں میں انگا بھی ایک بڑا شہر تھا جس کا صدر مقام چمپا تھا جو گنگا اور چمپا ندیوں کے سنگم پر واقع تھا۔ یہ اُس زمانے کی تجارت کی ایک اہم شاہراہ تھا۔ مگدھا

کی ریاست، شمال مغرب اور مشرق میں دریائے گنگا اور چمپا سے گھری ہوئی تھی اور اس کے جنوب میں وندھیا اور سست پڑا واقع تھیں۔اس ریاست کا صدر مقام راجگ وہا (Girivraja) تھا جو اب موجودہ راج گیر کے عقب والا علاقہ ہے۔

وجی کی سرحدیں نیپال کی پہاڑیوں تک پھیلی ہوئی تھیں۔اس کا صدر مقام ویشالی تھا جو اب شمالی بہار میں باسڑھ (Basarh) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ وجی ریاستوں کا وفاق چیٹکا کی حکمرانی میں تھا۔ ملا کا وفاق کوسی نارا (Kusunia) اور پاوا (Pava) کے نو (9) قبائل پر مشتمل تھا۔ ملّا (Mallas) اور وجّی (Vajjis) آپس میں دوست تھے۔ چیڑی حکومت کا صدر مقام سوتھی ورتنگارا (Sothivatinagara) تھا۔ وتسا سوتی کپڑوں کے لیے مشہور تھا جس کا صدر مقام کوشامبی (Kaushambi) تھا جو دریائے یمنا کے کنارے پر واقع تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اودیانا (Udayana) انگا اور مگدھا کے حکمران خاندانوں سے شادی بیاہ کے رشتوں میں بندھ چکے تھے۔ یہ حکمران بعد کے عہد کے سنسکرت میں لکھے گئے تین ڈراموں کے ہیرو تھے جو سوپنا (Swapna)، واسوادتا، بھاشا، رتنا والی اور ہرشا کے پریا درشیکا نام سے تحریر کیے گئے۔

کرو (Kuru) حکومت، یودھیشٹرا کی حکمرانی میں تھی جس کا صدر مقام اندرا پرستھا (Indraprastha) تھا۔ ان لوگوں نے یادوا، بھوجا اور پنچالا سے شادی بیاہ کے رشتے قائم کیے۔ پنچالا کی حکومت جس کا شمالی صدر مقام آہک چھاترا (Ahikhchatra) تھا اور جنوبی صدر مقام کمپیلیا (Kamilya) تھا۔ متسیاس ویرتا ناگرانے علاقے میں واقع تھا جس کا نام ریاست کے بانی ویراتا (Virata) کے نام پر رکھا گیا تھا۔ شورسینا (Shurasenas) کا صدر مقام متھرا تھا جو دریائے یمنا کے کنارے پر واقع تھا۔ شورسینا کا راجا اونتی پترا (Avanti Putra) بدھا کا چیلا تھا۔ دریائے گوداوری کے قریب اساکا (Assaka) خاندان کی حکومت تھی۔اس کا صدر مقام پوٹانہ (Potana) یا پوڈانا (Podana) یا پوٹالی (Potali) تھا۔ اس کا جدید نام بودھن (Bodhan) ہے۔ مالوہ کا علاقہ جو وسط ہند میں واقع تھا، اونتی (Avanti)، وندھیا کے شمالی اور جنوبی حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ اس ریاست کے دو اہم شہروں میں مہیش متی (Maheshmati) یا Maheshwar اور اجینی (Ujjayini) یا اجین (Ujjain) تھے۔ یہ دو شہر تجارت کے اہم راستوں پر واقع تھے جو شمالی ہندوستان کو دکن سے ملاتے تھے اور مغربی ساحل سے بھی ملے ہوئے تھے۔

اونتی (Avanti) کا مشہور راجا پرادگوٹا (Pradgota) تھا جو واتسا (Vatsa)، مگدھا (Magadha) اور کوسالا (Kosala) سے جنگ کیا کرتا تھا۔ گندھار حکومت کا صدر مقام ٹکشاشلا (Takshashila) تجارت اور تعلیم کا ایک اہم مرکز تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں گندھار پر پوکوساتی (Pukkusati) نامی راجا نے حکومت کی۔ اس کے مگدھا ریاست سے دوستانہ تعلقات تھے او راونتی کے خلاف اس نے لڑائی کی۔ قدیم ایرانی شہنشاہی خاندان Achaemenid کے بادشاہ داریوش (Darius) کے Behestun کے کتبات (Inscriptions) سے پتا چلتا ہے

کہ گندھارا کے علاقے کو ایرانیوں نے چھٹی صدی قبل مسیح کے آخری دور میں فتح کیا تھا۔

سارے سولہ (16) مہاجنا پدا نے اُس زمانے کی سیاست میں اہم حصہ نہیں لیا۔ جو حکومتیں ابتدائی دور میں بہت زیادہ اہم تھیں وہ کوشالا اور مگدھا حکومتوں کے سامنے کمزور پڑ گئیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں صرف چار ریاستیں اہم رہ گئی تھیں جو یہ تھیں کاشی، کوشالا، مگدھا اور اجین ہیں۔ ان حکومتوں نے اپنی سیاسی برتری منوانے کے لیے تقریباً ایک سو برس تک لڑائیاں لڑیں۔ آخرکار مگدھا ریاست فاتح بن کر اُبھری اور شمالی ہندوستان میں سیاسی سرگرمیوں کا مرکز بنی رہی۔

16.4 سکندر کا حملہ (Alaxander's Invasion)

سکندر ہندوکش پہاڑیوں کا علاقہ پار کر کے 327 قبل مسیح میں شمالی ہندوستان میں وارد ہوا۔ امبھی (Ambhi) یا Omphis جو ٹکسلا (Takshashila) کا راجا تھا۔ اُس نے سکندر کے آگے ہتھیار ڈال دیے۔ پورس (Porus) جس نے دریائے جہلم اور راوی کے علاقے میں حکومت کی، اُس نے سکندر کے حملے کی مزاحمت کی لیکن اُسے شکست ہوئی۔ سکندر نے اُسے قیدی بنالیا۔ بعد میں پورس سے متاثر ہو کر سکندر نے اُس کو اُس کا علاقہ واپس کر دیا۔ ہندوستان سے واپس ہوتے وقت، سکندر نے پورس کو پنجاب کے علاقے کا نگران مقرر کر دیا۔ سکندر نے گلوگا نیکی (Glaunganiki) یا Glachukayanaka کے قبائیلیوں کی جمہوریتوں کو فتح کیا۔

سکندر نے ہندوستان میں کئی آبادیاں بسائیں جو اشوک کے عہد تک بھی قائم رہیں۔ ان میں سے اہم بستی اسکندریہ (Alexandria) تھی جو کابل کے علاقہ Boukephala میں تھی۔ یہ علاقہ دریائے جہلم کے مشرقی کنارے پر اور دریائے سندھ کے جنوبی کنارے پر واقع تھا۔ یونان سے ہندوستان تک سکندر کی فوجوں کی نقل و حرکت کی وجہ سے تجارتی راستوں کا آغاز ہوا جن کا سلسلہ تجارت کے ضمن میں کئی صدیوں تک جاری رہا۔ اس سے اس علاقے کی تجارت کو فروغ حاصل ہوا۔ سکندر کے حملے کا فوری اثر یہ ہوا کہ کئی قبائل تباہ و برباد ہو گئے۔ چھوٹی ریاستیں ضم ہو کر بڑی حکومتوں میں تبدیل ہو گئیں۔ چند برسوں بعد، سکندر کے چھوڑے ہوئے خلاء کو پُر کرنے کے لیے چندر گپت موریا نمودار ہوا۔ اس نے شمالی ہندوستان کے مختلف قبائل کو مگدھ کی بالادستی میں یکجا کر دیا۔ مگدھ کی کامیابی کی وجوہات میں اُس کا موافق جغرافیائی محل وقوع تھا جس کی وجہ سے اُس کو میدانی علاقے کی سیلابی مٹی کی زرخیز زمین پر کنٹرول حاصل کرنے کا موقع ملا۔ اس سرزمین میں تانبے کے ذخائر اور جنگلات کی لکڑی نے جو گیا کے علاقے میں دستیاب تھی تعمیراتی کاموں میں بڑی مدد کی۔ معدنیات کی دستیابی کی وجہ سے یہاں اچھے ہتھیار بنائے گئے اور زراعتی اوزار بھی بنے جن سے زمین کو صاف کر کے قابل کاشت بنایا گیا۔ مگدھ کی بالادستی کی ایک اور وجہ اعلیٰ قسم کے جنگی ہتھیار اور فوجی طاقت تھی جو ویشالی کے خلاف جنگوں میں کام آئی۔ اس سلطنت کا صدر مقام راجا گرہا (Rajagriha) تھا جو پہاڑیوں سے گھرا ہوا تھا اور یہ صدر مقام سے 40 کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ اس کے صدر مقام کو پاٹلی پترا کو منتقل کرنے کی وجہ سے دریائی سفر اور مسافروں پر قابو پانے میں سہولت

ہوئی۔ یہ سارے عوامل مگدھ کی ریاست کو وسیع کرنے اور اُس کے استحکام کے لیے معاون ثابت ہوئے۔

16.5 معاشی حالات(Economic Conditions)

موریا حکومت سے پہلے جوتر قیات اور استحکام ہوا اُس کی وجہ سے زمین کا محصول، مستقل آمدنی کا ذریعہ بن گیا۔ لگان کے طور پر بھاگا اور کارانامی زمین کے محصولات ریاست کی آمدنی کے بڑے ذریعے تھے۔ گنگا کا میدانی علاقہ اور مالدار کسانوں کا طبقہ اُبھرا جو لگان ادا کرنے کے موقف میں ہوتے تھے۔ ان لوگوں نے ریاست کے مالیہ میں اضافہ کیا۔ صنعت و حرفت کے شعبوں میں بھی محصول ادا کرنے والوں کا ایک نیا طبقہ اُبھرا۔ یہ لوگ مہینے میں ایک دن راجا کے لیے کام کرتے تھے۔ تاجر فروخت کی ہوئی اشیاء کا محصول Shulkhadhyaksha کو ادا کرتے تھے۔ بدھسٹوں کی پیدائش کے قصوں میں کم از کم نصف درجن عہدہ داران مال کا ذکر ملتا ہے۔ اُن میں سے ایک Bhadadugha کا ذکر ملتا ہے جو گائے کا دودھ نکالتا تھا۔

ویدوں کے بعد کے زمانے میں شاہی صلاح کار(Royal Advisors) یا وزیروں کا ذکر ملتا ہے۔ مگدھ سلطنت کے وزیر Vanakara اور کوشیلا ریاست کے وزیر Dirgha Charayana مشہور گزرے ہیں۔ یہ بااثر وزیر تھے اور اُن کے سیاسی اثر کا شہرہ تھا۔ مقامی نظم و نسق، گاؤں کے مکھیا کے ذمہ ہوتا تھا جس کو گرامنی (Gramani) کہا جاتا تھا جس کا مفہوم گاؤں کا یا قبیلے کا صدر تھا۔ بعد کے زمانے میں Gramani کو کئی مختلف ناموں سے پکارا جانے لگا جیسے Gramadhyaksha یا Gramika۔

16.6 فوجی تنظیم(MilitaryOrganisation)

ریاست میں سب سے زیادہ منظّم تنظیم فوج تھا جس کو بدھا کے معاشی اور معاشرتی فروغ کے دور میں عروج حاصل ہوا۔ قبائل کی عارضی فوجی ٹکڑیوں (Militia) کے انحطاط کی وجہ سے اس کی جگہ باقاعدہ فوج نے لے لی۔ مگدھ ریاست کے اہم فوجی عہدہ دار جن کو Senanayaka کہا جاتا تھا اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن کے پاس 20 ہزار گھڑسوار فوجی (Cavalry)، 20 ہزار پیادہ فوجی (Infantry) اور دو ہزار چار گھوڑوں والی رتھوں (Chariots) کے علاوہ تین تا چھ ہزار ہاتھی بہ یک وقت ہوتے تھے۔ سکندر کے حملے کے وقت ان سارے فوجیوں سے لڑائی لڑی گئی۔ مابعد ویدک عہد میں مضبوط مالیاتی نظام کی وجہ سے Mahajanapadas میں سے کئی حکمرانوں کو کافی سہولت ہوئی۔

اس عہد میں عدلیہ کا نظام، جابر حکمرانوں کے ہاتھوں میں ایک بڑا ہتھیار تھا۔

اُس زمانے کا معاشرہ ذاتوں میں منقسم تھا۔ برہمن مفکرین نے ہر ذات کے فرائض اور کاموں کا تعین کر دیا تھا اور شودرا ذات والوں پر معاشرتی اور معاشی تحدیدات عائد کر رکھی تھیں۔ عورتوں کی معاشرتی حیثیت کو کم تر بتلاتے ہوئے اُن پر بھی پابندیاں لگا دی گئی تھیں۔ ورنا طریقے کی متابعت میں مدون کیے گئے قوانین قبائیلوں کی سبھا یا کسی ایسی تنظیم کا ذکر نہیں

ملتا جو ویدک عہد میں مقبول تھیں۔ ذات کے تعلق کی وجہ سے معاشرتی سرگرمیاں محدود ہوگئی تھیں۔ چھٹی صدی قبل مسیح کے عہد میں قبائیلی اسمبلیاں یا ایسی تنظیمیں موزوں نہیں ہوسکتی تھیں۔

بعد کے ویدک عہد میں جن تنظیموں (Samithis) کا ذکر ہے اُن کا چھٹی قبل مسیح کے دور میں کوئی حوالہ نہیں ملتا۔ اس کے برعکس، برہمنوں کی تحریر کردہ قانون کی کتابوں میں ایک نئی تنظیم Parishad کا ذکر ملتا ہے جو بالکلیہ طور پر برہمنوں پر مشتمل تنظیم ہوا کرتی تھی۔ یہ سرگرمیاں، گنگا کے میدانی علاقوں کی شاہی ریاستوں (Monarchial States) میں پائی جاتی تھیں یہ اُن تنظیموں سے مختلف تھیں جنھیں جدید پنجاب کے علاقہ میں جمہوری (Gana) کہا جاتا تھا۔

16.7 علاقائی جمہوریتیں (Territorial Republics)

بعد کے ویدک عہد کے سیاسی حالات کے ردِعمل کے طور پر ہمالیہ کے دامن کے علاقوں میں علاقائی جمہوریتیں وجود میں آئیں۔ یہ تحریک طبقات جنس اور مذہب کے امتیازات کو ختم کرنے کے مقصد سے ویدک دور کے اداروں کے خلاف شروع کی گئی تھی جس کی وجہ سے مویشیوں کو کافی نقصان ہوا۔ یہ تحریک شاہی کے خلاف بھی تھی کیوں کہ اس میں ساری مراعات صرف شاہی خاندان کے افراد کو حاصل ہوتی تھیں اور دوسرے طبقات اس سے محروم ہو جاتے تھے۔

شاکیاس (Shakyas) کی ابتداء کے روایتی قصے میں جن سے بدھا کا تعلق تھا یہ بتلایا گیا تھا اس خاندان کے لوگ کوشالا (Koshala) گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ چار بھائیوں اور چار بہنوں کو اُن کے والد نے جو راجا تھے، گھر سے نکال دیا تھا۔ اس لیے وہ لوگ ہمالیہ کے نشیبی علاقوں میں چلے گئے۔ ان واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جمہوریتوں کے بانی اپنے والدین سے الگ ہوکر نئے علاقوں کو چلے گئے تھے۔ ایسا واقعہ ودیہا (Videha) اور ویشالی (Vaishali) گھرانوں کے ساتھ پیش آیا ہوگا جن کے بارے میں یہ کہا گیا کہ یہ شاہی حکومتیں جمہوریتوں میں تبدیل ہوگئیں۔

ابتدائی دور میں حکمران طبقے کے بااثر لوگ (اشرافیہ) جنگ کے نتیجے میں ہاتھ آئے ہوئے مالِ غنیمت کا کچھ حصہ مفتوح طبقات سے حاصل کر لیتے تھے لیکن بعد کے عہد میں جب فاتح قبائل کے سردار شاہی،، موروثی اور اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو جاتے تو انھیں کسانوں سے لگان وصول کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ انھیں ہتھیار ساتھ رکھنے اور فوج ترتیب دینے کے حقوق بھی حاصل تھے۔ جدید تاریخ دانوں نے ایسے واقعات کو بڑھا چڑھا کر جمہوریتوں کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ قبائیلوں کے نمائندے اور خاندانوں کے سردار صدر مقام میں منعقد ہونے والی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ جن کی صدارت اُن کے کسی نمائندے کو دی جاتی تھی جسے راجا یا سیناپتی (Commander of the Army) کہا جاتا تھا۔ اس مجلس (Assembly) کے سامنے سارے اہم مسائل پیش کیے جاتے تھے اور اراکین میں اتفاق رائے (Unanimity) نہ ہونے کی صورت میں کوئی بھی فیصلہ نہیں کیا جاتا تھا۔ اس نوعیت کی اسمبلی کے اراکین زیادہ تر کشتریہ طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جمہوری طریقہ/ نظام صرف طبقہ امراء (Oligarchy) تک محدود

ہوتا تھا۔ طبقہ روٗسا (Aristocratic) کے بزرگ اراکین جنھیں Rajukulas کہا جاتا تھا ایسی مجالس (Assemblies) میں مرکزی حیثیت کے حامل ہوتے تھے۔ انھیں جنگ کا اعلان کرنے کا اختیار ہوتا تھا۔ ریاست کا صدر سیناپتی کہلاتا تھا (شاہی نظام میں فوج کا سپہ سالار یعنی Commander) شاہی حکومتوں اور جمہوریتوں یعنی دونوں طرز حکومتوں کے عہدہ داروں کے لیے مشترک اصطلاحات جیسی مہامتا Mahamatta یا Mahamatya اور Machcha یا Amatya کا استعمال کیا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نوعیت کی مرکزی حیثیت کی حامل آمرانہ حکمرانی کے لیے راستہ ہموار کیا جا رہا تھا۔ جو موریا حکمرانوں کے حصے میں بعد کے زمانے میں آئی۔ یہ جمہوریتیں بعد کے دور میں مگدھ کے آگے مغلوب ہوگئیں جس نے معاصر ریاستوں کے ساتھ ایک طویل جدوجہد کے بعد اپنی سیاسی برتری قائم کر لی۔

16.8 اختتامیہ (Conclusion)

پس اس طرح، چھٹی صدی قبل مسیح کا دور غیر معمولی شدید مختلف فلسفیانہ تحقیق کا عہد تھا اور یہ عہد اہم سیاسی، معاشرتی اور معاشی تبدیلیوں کا دور بھی تھا۔ 16 طاقت ور ریاستوں (Solasa-Mahajanapada) کو چھٹی صدی قبل مسیح میں پھلنے پھولنے کا موقع ملا۔ یہ مخصوص طبقات کی حکومتیں تھیں جن میں اقتدار، ایک مخصوص طبقے کے افراد کے ہاتھوں میں مرکوز تھا۔ یہ ریاستیں، چھٹی صدی قبل مسیح کی نہایت طاقت ور حکومتیں تھیں۔ سکندر کے حملے کا فوری اثر یہ ہوا کہ کئی قبائل ختم ہو گئے۔ چھوٹی ریاستیں، بڑی ریاستوں میں ضم ہو گئیں۔ چند برسوں بعد، چندر گپت موریا نے اُس خلاء کا فائدہ اٹھایا جو سکندر کے ہندوستان سے واپس چلے جانے سے پیدا ہوا تھا اُس نے شمالی ہندوستان کی تمام قبائلی ریاستوں کو ملا کر مگدھ حکومت کی بالادستی مستحکم کر لی۔

16.9 نمونہ کے سوالات

1. Mahajanapadas کے عروج کے بارے میں تحریر کیجیے۔
2 سکندر کے حملے کے اثرات کی وضاحت کیجئے۔
3. علاقائی جمہوریتوں کی اہم خصوصیات بیان کیجیے۔
4. فوج کی تنظیم کے بارے میں تحریر کیجیے۔
5. سبھا اور سمیتی کے بارے میں تحریر کیجیے۔

16.10 حوالہ جات (References)

1. باشم، اے۔ایل: ہندوستان جو عجوبہ تھا

Basham, A. L.: The Wonder that was India

2. جھا، ڈی۔این: قدیم ہندوستان۔ایک تعارفی خاکہ

Jha, D. N.: Ancient India-An Intorductory outline

3. کوسامبی، ڈی۔ڈی: قدیم ہندوستان کی تہذیب وثقافت۔ایک تاریخی خاکہ

Kosambi, D. D.: The Culture and Civilization of Ancient India-A Historical outline

4. مجمدار، آر۔سی: ہندوستان کی اعلیٰ تاریخ

Majumdar, R. C.: Advanced History of India

5. رایاچودھری، ایچ۔سی اور دتہ

Rayachoudhari and Dutta